Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
ISSN: 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 04, Issue 01, January - June 2025, PP: 99-114
DOI: https://doi.org/10.52461/al-abr.v2i2.2427
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

بدعات وخرافات سے متعلق علامہ نابلسی کا نظریہ الحدیقۃ الندیہ کی روشنی میں

The Perspective of Allama Nabulsi on Innovations and Superstitions in the Light of Al-Hadīqah al-Nadiyyah

Hafiza Firdous Jabeen
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies, Govt. College University Faisalabad.
firdous.gcuf@gmail.com

Dr.Hafiz Muhammad Asghar
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Govt. College University Faisalabad
hafizmuhammadasghar@gcuf.edu.pk

Abstract

The phenomenon of Bid'ah (innovation) has long been a subject of scholarly discourse in Islamic theology and jurisprudence. Allama Abdul Ghani al-Nabulsi (d. 1143 AH), a distinguished Sufi scholar and Hanafi jurist of the Ottoman era, provides a nuanced and balanced perspective on Bid'ah and related superstitions (khurāfāt) in his seminal work Al-Hadīqah al-Nadiyyah. According to Nabulsi, Bid'ah refers to introducing a new matter into the religion that was not practiced during the lifetime of the Prophet Muhammad ﷺ or his Companions. However, he does not adopt a blanket condemnation of all innovations. Instead, he classifies Bid'ah into two distinct categories:

1. ***Bid'at al-Ḥasanah*** *(commendable or good innovation)*
2. ***Bid'at al-Sayyi'ah*** *(blameworthy or bad innovation)*

In Al-Hadīqah al-Nadiyyah, Nabulsi argues that Bid'at al-Ḥasanah can be accepted if it aligns with the objectives of Shariah and does not contradict any clear religious text. Acts such as organizing structured religious gatherings, establishing charitable institutions, or utilizing modern means to spread knowledge may fall under this category. In contrast, Bid'at al-Sayyi'ah involves practices that distort Islamic beliefs, introduce

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

superstition, or lead people away from the original message of Islam. These, according to Nabulsi, are strongly discouraged and often arise from ignorance or blind following. Nabulsi also highlights the spiritual dangers of khurāfāt (superstitious beliefs), particularly when such practices claim religious legitimacy without textual or rational basis. He urges scholars and the general public to distinguish between cultural customs and legitimate religious practices, underscoring the importance of correct understanding (fiqh) and cautious application of religious rulings in contemporary contexts.

This paper explores the relevance of Nabulsi's classification in today's world, especially in combating excessive rigidity on one hand, and unrestrained innovation on the other. By revisiting his writings, the study offers a pathway for balanced religious interpretation and a revival of critical reasoning (ijtihād) in the face of evolving societal challenges.

Keywords: *Bid'ah – Abdul Ghani Nabulsi – Al-Hadiqah al-Nadiyyah – Islamic Jurisprudence – Innovations in Islam – Khurafat – Good and Bad Innovation – Fiqh – Sufism – Islamic Theology – Shariah*

1 تمہید

اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پسندیدہ دین کو اپنے مقرب فرشتے جبریل علیہ السلام کے ذریعے سے نبی کریم ﷺ کے قلب اطہر پر نازل فرمایا۔ لہٰذا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو عطا کیا اس کی توضیح و تشریح رسول اللہ نے اپنی زبان سے ارشاد فرمائی۔ اس کا نام اسلام ہے۔ گویا کہ اسلام اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کا نام ہے۔ عقائد، عبادات و معاملات میں جو کچھ اللہ اور اس کے رسول سے ثابت ہے وہی اسلام ہے اور یہ اسلام رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ ہی میں مکمل ہو چکا تھا۔ اب اس میں کسی کمی یا بیشی کی گنجائش نہیں۔ اسلام مکمل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حجت تمام کے لیے فرمایا۔

"الیوم اکملت لکم دینکم"[1]

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے۔

اس تکمیل دین کا جب اعلان ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو نصیحت فرمائی: **"ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکم بھما کتاب اللہ و سنتی"**[2] "کہ میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے، اللہ کی کتاب اور میری سنت"۔ لہٰذا جو کچھ اللہ اور اس کے رسول سے ثابت ہے وہی اسلام ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول سے ثابت نہیں وہ اسلام نہیں ہے۔ اسی اسلام پر صحابہ کرام نے عمل کر کے سعادت و دارین حاصل کی اور اس کے

بدلے انہیں ہمیشہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل ہوئی۔ لیکن موجودہ دور میں مرورِ ایام کے ساتھ ساتھ اسلام کی اصلی شکل بھی گم ہو رہی ہے۔ وقت کے راہبوں، صوفیوں اور نفس پرستوں نے دینِ اسلام کی تعلیم کے مقابلے میں خود ساختہ افکار و خیالات کو پیش کرنا شروع کر دیا۔ اور بدعت و خرافات کے ذریعے سے اسلام کے صاف و شفاف چہرے کو داغدار بنانے کی کوشش کرنے لگے۔ نتیجتاً مسلمانوں کی اکثریت ان بدعات کو اسلام سمجھتی ہے۔ دن کی بدعت الگ، رات کی بدعت الگ، عبادات کی بدعت الگ۔ غرض ہر موقع کی الگ الگ بدعت ایجاد کر رکھی ہے

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے "من اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ"[3] یعنی جس نے ہمارے اس دین میں ایسا طریقہ ایجاد کیا جس کا تعلّق دین سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

یہ حدیثِ پاک ان احادیث میں سے ہے جو شریعتِ اسلامیہ کے لئے بنیادی ارکان اور بنیادی اُصول و ضَوابط کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ہر وہ نیا کام کہ جس کو عبادت سمجھا جائے حالانکہ وہ شریعتِ مطہرہ کے اُصولوں سے ٹکرا رہا ہو یا کسی سنّت، حدیث کے مخالف ہو تو وہ کام مَرْدُود (یعنی قبول نہ ہونے والا) اور محض باطل ہے۔ البتہ اس میں یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ جو چیز شریعت کے دلائل سے ثابت ہو یا دینِ اسلام کے اُصولوں کے خلاف نہ ہو، تو وہ مردود نہیں اور نہ اس حدیث کے تحت داخل ہے۔ علّامہ عبدُ الرَّؤف مُناوی لکھتے ہیں جو چیز دین کے لئے مددگار ہو اور ہو بھی کسی دینی قانون وضابطے کے تحت وہ مردود نہیں ہے بلکہ وہ مقبول ہے جیسا کہ سرحدوں کی حفاظت کے لئے قلعے بنانا، مدارس قائم کرنا اور علم کی تصنیف کا کام کرنا وغیرہ۔[4]

بدعات جو کہ دین میں داخل کر دی گئی ہیں ان کی پہچان بہت ضروری ہے کیوں کہ بدعات سے اجتناب کر کے ہی مسلمان شخص اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ علماء دین حق شریعت کے تحفظ کے لیے ہر زمانے میں بدعات کی سرکوبی کرتے رہے ہیں۔ علامہ عبد الغنی نابلسی "الحدیقہ الندیہ" میں بدعات کی تفصیلاً وضاحت کرتے ہوئے بدعت کی تعریف اور اقسام بیان کرتے ہیں۔

2 بدعت کی لغوی تعریف

بدعت" عربی زبان کا لفظ ہے جو عربی لفظ "بدعة" سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے کسی سابقہ مادہ، اَصل، مثال، نمونہ یا وجود کے بغیر کوئی نئی چیز ایجاد کرنا یعنی کہ کسی چیز کے عدم سے وجود میں آنے کو "بدعت" کہتے ہیں۔[5]

ابنِ حجر عسقلانی، بدعت کی لُغوی تعریف یوں کرتے ہیں: "البدعة أصلها: ما أحدث على غير مثال سابق." "بدعت کی اصل یہ ہے کہ اسے بغیر کسی سابقہ نمونہ کے ایجاد کیا گیا ہو۔"[6]

سعید بن ناصر غامدی بدعت کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

المعنی اللغوی للبدعة:البدعة مصدر (بدع) فاما اصل استعمالها فی لغة العرب فاصلان احدهماابتداع الشیءو صنعه لاعن مثال و الآخر الانقطاع و الکلال[7]

بدعت کالغوی معنی یہ ہے کہ بدعت لفظ (بَدَعَ) کامصدر ہے دراصل اس کا استعمال لغت عرب میں دو طریقوں سے ہوتا ہے۔

ا۔ کسی چیز کو بنانا اور اس طرح کی چیز پہلے کبھی نہ بنی ہو۔

۲۔ خرابی و سستی

امام شاطبی اپنی کتاب **"الاعتصام"** میں بدعت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ بدعت کا اصل مادہ (بَدَعَ) یعنی کسی چیز کو گھڑنا کہ اس جیسی پہلے نہ ہو جیسے اللہ تعالی کا قول ہے "کہ وہ نیا پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کو" یعنی آسمان اور زمین کو اس نے نیا بنایا کہ پہلے اس جیسے آسمان اور زمین موجود نہ تھے۔[8]

2.1 بدعت کی اصطلاحی تعریف

امام شاطبی فرماتے ہیں بدعت نام ہے دین میں ایسے نئے طریقے کا کہ جس کا موازنہ شریعت سے کیا جا سکتا ہے اس پر چلنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ کی عبادت میں مبالغہ آرائی کرنا۔[9]

ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ بدعت کا اِصطلاحی مفہوم ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں "محدثہ امور سے مراد ایسے نئے کام کا ایجاد کرنا ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل موجود نہ ہو۔ اسی محدثہ کو اِصطلاحِ شرع میں "بدعت" کہتے ہیں۔ لہٰذا ایسے کسی کام کو بدعت نہیں کہا جائے گا جس کی اصل شریعت میں موجود ہو یا وہ اس پر دلالت کرے۔ شرعی اعتبار سے بدعت فقط بدعتِ مذمومہ کو کہتے ہیں لغوی بدعت کو نہیں۔ پس ہر وہ کام جو مثالِ سابق کے بغیر ایجاد کیا جائے اسے بدعت کہتے ہیں چاہے وہ بدعتِ حسنہ ہو یا بدعتِ سیئہ۔"، مثال کے طور پر ظہر کی نماز میں چار رکعات پڑھنے کے بجائے چھ رکعات پڑھنا، یا رمضان میں روزے رکھنے کے بجائے شوال کو ماہِ صیام ٹھہرانا۔[10]

علامہ نابلسی:

علامہ عبد الغنی بن اسماعیل نابلسی بدعت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں ہر وہ نیا کام جس سے سنت کی مخالفت لازم آئے اسے بدعت کہتے ہیں۔ یا یوں کہ لیں کہ "بدعت نام ہے اس اعتقاد اور قول و فعل کا جو سنت کے مخالف ہو۔[11]

بدعت کی اقسام:

بدعت کی تین قسمیں ہیں (۱) بدعتِ حَسَنَہ (۲) بدعتِ سَیِّئَہ (۳) بدعتِ مُباحَہ

بدعتِ حسنہ: وہ بدعت ہے جو قرآن وحدیث کے اُصول و قواعد کے مطابق ہو اور شریعت کی نگاہ میں اس پر عمل کرنا ضروری ہو یا بہتر، اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) بدعتِ واجبہ: جیسے: قرآن وحدیث سمجھنے کے لئے علمِ نحو کا سیکھنا اور گمراہ فِرقوں پر رَدّ کے لئے دلائل قائم کرنا۔

(۲) بدعتِ مستحبہ: جیسے: مدرسوں کی تعمیر اور ہر وہ نیک کام جس کا رواج ابتدائی زمانہ میں نہیں تھا جیسے محفلِ میلاد شریف وغیرہ۔

بدعتِ سیّئہ: وہ بدعت ہے جو قرآن وحدیث کے اُصول و قواعد کے مُخالِف ہو اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(۱) بدعتِ محرمہ: جیسے بُرے عقائد

(۲) بدعتِ مکروہہ: جیسے گناہوں کے نت نئے انداز

بدعتِ مُباحہ: وہ بدعت ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کے ظاہری زمانہ میں نہ ہو اور حکم شریعت کے خلاف نہ ہو اور کرنے والا ثواب کا حقدار بھی نہ ہو جیسے عمدہ عمدہ کھانے وغیرہ۔[12]

علماء کے نزدیک بدعت کی اقسام:

علّامہ بدرُ الدّین عینی (المتوفی ۸۵۵ھ) فرماتے ہیں۔ بدعت کی دو قسمیں ہیں

(۱) اگر وہ شریعت میں کسی اچھے کام کے تحت ہو، تو بدعتِ حسنہ ہو گی۔ (۲) اگر شریعت میں کسی قبیح امر (بُرے کام) کے تحت ہو، تو بدعتِ قَبیحہ یعنی سیئہ ہو گی۔[13]

علّامہ ابنِ حَجَر عَسقَلانیؒ (المتوفٰی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں۔ امام شافعیؒ نے ارشاد فرمایا بدعت دو اقسام پر مشتمل ہے۔

(۱) بدعتِ محمودہ یعنی حَسَنہ اور (۲) بدعتِ مذمومہ یعنی سَیِّئہ۔[14]

علامہ نابلسی کے نزدیک بدعت کی اقسام:

علامہ نابلسی لکھتے ہیں کہ بدعت کبھی مباح یعنی جائز، کبھی مستحب اور کبھی واجب ہوتی ہے۔

مباح بدعت: مباح بدعت وہ ہے جس کے کرنے پر ثواب ہو نہ ہی چھوڑنے پر سزا۔ جیسے چھلنی کا استعمال

مستحب بدعت: مستحب بدعت وہ ہے جس کے کرنے پر ثواب ہو نہ ہی چھوڑنے پر پکڑ ہو۔ جیسے منارہ بنانا، مدارس قائم کرنا

واجب بدعت: واجب بدعت وہ ہے جس کے کرنے پر ثواب ہو اور باوجود قدرت ترک کرنے والا گنہگار ہے۔ جیسے بے دینوں کے لیے دلائل جمع کرنا۔

3 بدعت اور اس کی اقسام کے متعلق علامہ نابلسی کا نظریہ

3.1 بدعت کا حکم

علامہ نابلسی لکھتے ہیں بدعت کا حکم یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے مکلف بندوں کو اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

"وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ"[15]

اور میں نے جن اور آدمی اس لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

علامہ نابلسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ اس آیت مبارکہ میں عبادت کا ذکر ہے عبادت کہتے ہیں، معبود (یعنی جس کی عبادت کی جائے اس) کے لئے انتہائی عاجزی کرنے کو عبادت کہتے ہیں۔ اور یہ اس وقت پائی جاتی ہے جب بندہ عقل کی باتوں اور خواہشات کے اچھے برے تقاضوں پر عمل ترک کرکے خود کو مکمل طور پر اپنے رب کے سپرد کر دے۔ اپنے لئے اس بات کو اچھا سمجھے جسے اس کا رب اس کے لئے پسند فرمائے اور اس بات کو ناپسند رکھے جس کو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ناپسند فرمائے اور اللہ عزوجل کے سچے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اور اس کی سچی کتاب یعنی قرآن کریم پر ایمان لائے لہذا اس پر لازم ہے کہ قرآن وسنت کے احکامات کی حدود میں رہے۔ پس جب بندہ دین میں اپنی طرف سے مطلقاً کوئی بات گھڑلیتا ہے تو وہ اللہ کی بندگی سے نکل جاتا۔ اسلام کے تقاضوں سے جدا ہو جاتا اور قرآن وسنت کی محبت سے دور ہو جاتا ہے۔ پھر اگر اس گھڑی ہوئی بات کا تعلق عقیدے سے ہوا اور اس کے سبب کسی ایسے مُتَّفَقٌ عَلَیہِ عقیدے کا انکار لازم آئے جس کا ضروریات دین سے ہونا معلوم ہو تو ایسی بدعت کفر ہے اور اگر اس بات کا تعلق عقیدے سے نہ ہو بلکہ محض قول وفعل سے ہو، اور اس سے کسی حرام کا ارتکاب یا فرض کا ترک لازم آئے تو ایسی بدعت فسق ہے۔[16]

3.2 عمل میں بدعت کی مثال

علامہ نابلسی اعمال میں بدعت سے متعلق لکھتے ہیں کہ جب لوگ عمل میں کوئی بدعت پیدا کرتے ہیں اگرچہ اس بدعت کا تعلق عادت سے ہو دین سے نہ ہو یوں کہ اس پر اللہ سے ثواب کی امید نہ رکھیں اور نہ ہی یہ ان کے نزدیک ایسا گناہ ہو جس کے ارتکاب پر انہیں عذاب کا ڈر ہو لیکن اس کے کرنے سے کوئی سُنت عملی ضائع ہو رہی ہو جیسے غفلت کے ساتھ نماز ادا کرنا اور اس میں دل کا حاضر نہ ہونا بلکہ دل کا دُنیوی کاموں میں مشغول رہنا حالانکہ وہ نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں مگر انہیں خشوع وخضوع حاصل نہیں ہوتا۔ پس یہ وہ بدعت عادی ہے جو پہلے یعنی صحابہ کرام کے زمانے میں نہ تھی مگر آج لوگوں نے اسے اپنی عادت بنالیا ہے۔ پھر

جب یہ بدعت ظاہر ہوئی تو نماز میں خشوع خضوع، دل جمعی اور خرید و فروخت کی فکر سے دل کو خالی رکھنے کی سنت جاتی رہی۔ حالانکہ نماز میں ان باتوں کا خیال رکھنے پر پہلے زمانے والوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔[17] قرآن مجید میں ارشاد ہے

"فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا"[18]

تو ان کے بعد وہ ناخلف لوگ ان کی جگہ آئے جنہوں نے نمازوں کو ضائع کیا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی تو عنقریب وہ جہنم کی خوفناک وادی غی سے جا ملیں گے۔

امام عز الدین بن عبد السلامؒ (المتوفی ۶۶۰ھ) اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں۔ "خلف" لام پر جزم کے ساتھ بری اولاد کو کہتے ہیں اس آیت سے مراد امت کے وہ لوگ ہیں جو پختہ مکانات تعمیر کرتے ہیں۔ آرام دہ سواریوں پر سوار ہوتے ہیں اور لباس شہرت پہنتے ہیں اور نماز ضائع کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ نماز کو وقت گزار کر پڑھتے ہیں یا بالکل ہی ترک کر دیتے ہیں یا اس کی شرعی حدود کا خیال نہیں رکھتے یا اس کو شرائط کے ساتھ ادا نہیں کرتے ہیں۔[19]

امام خازنؒ (متوفی ۷۴۱ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ نمازوں کو ضائع کرنے کا معنی یہ ہے کہ وہ فرض نمازوں کو چھوڑ دیتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر کے پڑھتے تھے اور اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی ظہر کی نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ عصر کا وقت شروع ہو جائے یوں ہی نماز عصر ادا نہ کرے یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔[20]

3.3 اچھے نمازی کی مثال

"رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ"[21]

وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد اور نماز برپا رکھنے سے اور زکوۃ دینے سے۔ وہ ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں دل اور آنکھیں الٹ دی جائیں گی۔

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ"[22]

اے ایمان والو! جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو تمہارے لیے یہی بات بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

"قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ"[23]

بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔

3.4 بُرے نمازی کی مثال

اور جو لوگ نماز میں مذکورہ بدعت کے مرتکب ہو رہے ہیں ان کے بارے میں بھی قرآنی ارشادات موجود ہیں۔

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْتُمْ سُکٰرٰی حَتّٰی تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ"[24]

اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو۔

"وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوا کُسَالٰی یُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا یَذْکُرُونَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِیلًا"[25]

اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو (دل) سے لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا۔

علامہ نابلسی ان آیت سے متعلق لکھتے ہیں کہ لوگ نمازوں کو ضائع کر رہے ہیں اسے کامل طور پر ادا نہیں کرتے۔ مثلاً اس کی شرائط، ارکان، واجبات، سنتوں، مستحبات کو پورے طور پر بجا نہیں لاتے اس کے مفسدات یعنی نماز توڑنے والی چیزوں اور مکروہات سے نہیں بچتے اور نماز کے دوران خشوع و خضوع کی رعایت نہیں کرتے۔ اور نماز کو اپنے دل کا مرکز نہیں بناتے۔ تو یہ عمل کے اعتبار سے بدعت عادیہ ہے اور جب یہ بدعت ظاہر ہوئی تو اس کی مثل سنت عملی چھوڑ دی گئی اور بھلا دی گئی۔ آپ لکھتے ہیں کہ بدعتی کا کوئی بھی عمل قبول نہیں کیا جاتا۔ اس کی وجہ بدعت کا بہت زیادہ قباحت والا ہونا ہے کیوں کہ یہ نفس امارہ کا ایجاد کردہ کام اور غافل دل پر مسلط شیطان کا حکم ہے۔ عمل قبول نہ ہونے کا یہ سلسلہ اس وقت تک رہتا ہے جب تک بدعتی اس بدعت کا ارتکاب کرتا رہتا ہے۔[26]

3.5 عادت میں بدعت

عادت میں بدعت سے مراد وہ بدعت ہے جس سے اللہ کی عبادت کا قصد کیا جائے نہ اس پر ثواب کی امید رکھی جائے۔ مثلاً آٹا چھان کر استعمال کرنا، چمچ کے ساتھ کھانا وغیرہ۔ ان کو اس لیے بدعات عادیہ کہا گیا کہ ان کو ایجاد کرنے والا اور استعمال کرنے والا نہ انہیں عبادت سمجھتا ہے نہ ان پر ثواب کی امید رکھتا ہے۔[27]

3.6 بدعت عادیہ کا حکم

علامہ نابلسی لکھتے ہیں چونکہ بدعت عادیہ کا مرتکب اس سے عبادت اور ثواب کا ارادہ نہیں کرتا لہذا اس کا ارتکاب نہ گمراہی ہے اور نہ ہی اس پر بدعت کی وعیدیں ہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ ان کا استعمال ترک اولی ہو گا۔ لہذا بدعت عادیہ کو چھوڑنا اَولیٰ ہے کیونکہ یہ بدعت دنیوی نعمتوں پر اطمینان کا باعث بنتی ہے۔ اور دل کی راحت کو غفلت و غرور کے ساتھ ملا دیتی ہے یعنی اس کا مرتکب غفلت و غرور میں قلبی راحت محسوس کرتا ہے۔[28]

ام المؤمنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس

نے ہماری اس شریعت میں کوئی نئ (خلاف شرع) بات نکالی جو ہماری شریعت سے نہ ہو وہ مردود ہے۔"[29]

علامہ نابلسی اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ بدعت جب دین اور عبادت میں نہ ہو بلکہ اس کا تعلق عادت سے ہو تو وہ مردود نہیں یعنی وہ جائز ہے، جیسے کھانے پینے کی چیزوں، ملبوسات، سواریوں اور مکانات میں جدت (یعنی نیا انداز) پیدا کرنا جبکہ جدّت پیدا کرنے والے کا اس سے مقصود اللہ کا قرب حاصل کرنا نہ ہو بلکہ محض استعمال کرنے کا ارادہ ہو۔ البتہ ! اگر اس عادی بدعت سے کسی حکم شرع کا ترک یا کسی منع کردہ کام کا ارتکاب لازم آئے تو پھر یہ بدعت عادی بھی مکروہ ہے مثلاً بہت بڑا عمامہ باندھنا کہ اس کے سبب نماز میں سجدہ مکمل طور پر ادا نہ ہو یا وہ نماز میں خشوع کے منافی ہو۔ یوں ہی ایسا خوبصورت لباس پہننا کہ اس کی وجہ سے دل عبادت سے دور ہو کر دوسری طرف مشغول ہو جائے یا وہ لباس ریاکاری وخود پسندی میں مبتلا کر دے۔ چنانچہ ایسی بدعات کا شمار ان بدعات عادیہ میں ہو گا جو کسی حکم شرعی کے ترک یا شریعت کے منع کردہ کام کے ارتکاب کی طرف لے جاتی ہیں۔ لہذا جب معاملہ ایسا ہو تو اس بدعت عادی پر عمل کرنا بھی مکروہ ہو گا۔[30]

3.7 عقیدے میں بدعت کی مثال

عقائد میں گمراہ فرقے بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں جیسے معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ بندے اپنے افعال کے خود خالق (یعنی پیدا کرنے والے) ہیں، اور وہ یہ کہتے ہیں، بندوں کو اپنے افعال میں تاثیر (یعنی ذاتی عمل دخل) حاصل ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان افعال پر ان کے اندر قدرت پیدا کر دی ہے۔ اور یہ دین اسلام میں بدعت اعتقادی ہے اور جب یہ بدعت ظاہر ہوئی تو سنت اعتقادی جاتی رہی کہ بندوں کے افعال خواہ خیر وشر سے متعلق ہوں یا نفع ونقصان سے تمام کا خالق اللہ ہے۔ اگرچہ یہ افعال بندوں کی طرف منسوب ہیں مگر بندے کو ان میں اصلاً تاثیر حاصل نہیں۔ جیسا کہ اللہ نے انسان کے لئے ہاتھ، پاؤں پیدا فرمائے جو انسان ہی کی طرف منسوب ہیں۔ حالانکہ ہاتھ پاؤں کو پیدا کرنے میں انسان کا کوئی عمل دخل نہیں مگر پھر بھی کہا جاتا ہے کہ انسان کا ہاتھ، انسان کا پاؤں۔" اس کے باوجود انسان ان کا خالق نہیں۔ جبکہ اللہ ہی ہاتھ پاؤں کا خالق ہے مگر پھر بھی یہ نہیں کہا جاتا کہ اللہ کا ہاتھ، اللہ کا پاؤں تو اسی طرح انسان کے تمام افعال کا خالق صرف اللہ ہی ہے، مگر ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا بلکہ تمام افعال کو انسان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور انسان ان کا خالق نہیں۔ علامہ نابلسی نے اس مسئلہ میں ایک رسالہ لکھا جس کا نام "**تَحْرِيْكُ سِلْسِلَةِ الْوِدَادِفِي مَسْئَلَةِ خَلْقِ أَفْعَالِ الْعِبَادِ**" رکھا اور اسے مکتوب کی شکل میں بعض علمائے مدینہ منورہ کی طرف روانہ بھی کیا۔[31]

3.8 قول میں بدعت کی مثال

علامہ نابلسی لکھتے ہیں جب لوگ قول میں کسی بدعت کو اختیار کرلیں جیسے جنازہ کے ساتھ چلتے وقت کلام کرنا اگرچہ یہ

بدعت بھی عادت میں ہے۔ پس جب یہ لوگوں میں عام ہوگئی بالخصوص جنازہ کے ساتھ جانے والوں کا دنیوی کاموں کے بارے میں گفتگو کرنا اور شور وغل کی کثرت کرنا، تو اس کے سبب اس موقع پر خاموش رہنے، عبرت حاصل کرنے اور موت اور قبر کے معاملے میں غور و فکر کرنے کی سنت جاتی رہی۔[32]

امام احمد رضا خان "فتوٰی رضویہ" میں جنازے کے پیچھے بلند آواز سے ذکر کرنے کے مسئلے سے متعلق بحث کرتے ہوئے مختلف فقہا کرام اور مشائخ کی تصریحات پر مشتمل عبارت نقل کرنے کے بعد علامہ نابلسی کے کلام کو بطور دلیل ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اگر جنازے کے تمام ہمراہی بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا ورد کرتے چلیں تو کچھ اعتراض نہیں بلکہ اس کا کرنا نہ کرنے سے افضل ہے۔[33]

3.9 اخلاق وعادت میں بدعت

علامہ نابلسی اخلاق میں بدعت سے متعلق لکھتے ہیں۔ لوگوں نے عادت بنالی ہے کہ وہ ہر معاملے میں ایک دوسرے کی پیروی کرتے ہیں یعنی جو عمل ایک کرتا ہے دوسرا بھی وہی کرتا ہے۔ جیسا کہ لوگ ایک دوسرے کو کہتے ہیں جو زمانے والے کررہے ہیں تم بھی وہی کرو۔ جب عادت میں یہ بدعت ظاہر ہوگئی تو اس کے سبب حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کی اتباع و پیروی کی سنت جاتی رہی۔ اب لوگوں کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ وہ دین اور دنیا کے معاملات میں ایک دوسرے کے طور طریقوں کے بارے میں تو مباحثے کرتے ہیں تاکہ ان کی پیروی میں اُن طور طریقوں پر عمل کیا جائے۔ مگر انہوں نے حضور نبی پاک کی سنت اور صحابہ کرام و صالحین کی سیرت کے بارے میں بات کرنا چھوڑ دیا حالانکہ سنت نبوی اور سیرت صالحین پر گفتگو ہونی چاہئے تاکہ اس کو مشعل راہ بنا کر زندگی گزاری جائے۔[34]

3.10 عبادت میں بدعت

عبادت میں بدعت کا مطلب ظاہری اعمال میں بدعت ایجاد کرنا ہے جیسے بعض عبادات کی صورتوں میں کمی یا زیادتی کر دینا۔ یہاں (صاحب طریقہ محمدیہ علامہ محمد آفندی) نے عمل میں بدعت کے بجائے عبادت میں بدعت کہہ کر اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ عبادت میں بدعت کا مرتب دیگر عبادتوں کی طرح اس پر بھی اللہ کی طرف سے ثواب کی امید رکھتا ہے۔ حالانکہ یہ نئی ایجاد کی گئی بات ہے جس کی دین میں کوئی اصل نہیں۔ اسی وجہ سے بدعت تمام گناہوں سے بری ہے۔[35]

3.11 عبادت میں بدعت کا حکم

علامہ نابلسی عبادت میں بدعت کے حکم سے متعلق لکھتے ہیں۔ اس بدعت کی قباحت اعتقادی بدعت سے کم ہے۔ لیکن اللہ

کے دین میں یہ بھی برائی اور گمراہی ہے۔ اس سے بچنا اور اسے چھوڑ دینا تمام گناہوں سے زیادہ ضروری ہے۔ خاص طور پر جب یہ کسی سنت مؤکدہ سے ٹکرائے۔ یعنی وہ فعل بدعت سنت مؤکدہ کی ادائیگی سے رکاوٹ بنے اور بندے کو سنت میں مشغول ہونے سے غافل کر دے۔ اس وقت اس بدعت کی قباحت میں اور اضافہ ہو جائے گا اور اس کے ارتکاب پر گناہ بھی زیادہ ہو گا۔[36]

3.12 بدعت حسنہ

ایسا نیا کام جو قرآن و حدیث کے مخالف نہ ہو اور مسلمان اسے اچھا جانتے ہوں، تو وہ کام مردود اور باطل نہیں ہوتا۔ مثلاً منارہ بنانا، مدارس قائم کرنا اور علمی کام کی تصنیف کرنا وغیرہ۔

3.13 منارہ بنانے کی بدعت

علامہ نابلسی لکھتے ہیں کہ منارہ بنانے کی بدعت باوجود بدعت ہونے کے مستحب ہے۔ کیونکہ اس سے موذنوں کو ان کے مقصد یعنی پانچوں فرض نمازوں اور نماز جمعہ کے وقت سے لوگوں کو آگاہ کرنے میں مدد ملتی ہے۔ شریعت میں وقت نماز کا اعلان کرنے کو اذان کہتے ہیں۔ اور منارہ اس اعلان کو مسلمانوں کے درمیان پھیلانے میں مدد دیتا ہے جو اس کے علاوہ کسی اور سے حاصل نہیں ہو سکتی۔[37]

3.14 دینی مدارس کی تعمیر اور کتابوں کی تصنیف

علم دین یا تعلیم قرآن پاک کے لئے دینی مدارس قائم کرنا اور یوں ہی علم توحید و عقائد، علم احکام فقہ، علم تفسیر و حدیث اور ان علوم کے حصول کا ذریعہ بننے والے علوم مثلاً علم نحو، علم صرف اور علم لغت وغیرہ میں دینی کتب کی تصنیف کرنا۔ یہ دونوں باوجود بدعت ہونے کے مستحب ہیں اس لئے کہ یہ تعلیم و تبلیغ میں معاون و مددگار ہیں۔[38]

3.15 عقلی و قطعی دلائل جمع کرنا

اعتقادی و اصولی مسائل کے ثبوت کے لئے عقلی قطعی دلائل جمع کر کے بدعتی اور گمراہ فرقوں کا رد کرنا۔ یہ برائی سے روکنے اور دین محمدی کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور یہ مستحب ہے۔[39]

علامہ نابلسی لکھتے ہیں۔ شریعت کی بقاء تقویت اور حفاظت کے لئے منارے بنانا، مدارس قائم کرنا، کتابیں لکھنا اور دلائل جمع و مرتب کرنا، ان سب کی حضور نبی کریم صلی اللہ علی علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے نہ صرف اجازت ہے بلکہ ان کا حکم ہے اگرچہ بطریق عموم ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے

"حٰفِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى"[40]

نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی

"وَلَاتَقُولُوا عَلَى اللهِ إِلَّا الْحَقَّ"[41]

اور اللہ پر نہ کہو مگر سچ

علامہ نابلسی قرآن مجید کی آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مدارس و مناروں کی تعمیر نمازوں کی نگہبانی کا ایک ذریعہ ہے۔ اور کتابوں کی تصنیف اور دلائل کو جمع و ترتیب کرنا مجملہ اسی حکم قرآنی کے تحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں سچ کہا جائے۔ اور اس کی طرف باطل کی نسبت نہ کی جائے۔

آپ اس مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر یہ سوال کیا جائے کہ صدر اوّل یعنی صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں مدارس کی تعمیر اور کتابوں کی تصنیف کیوں نہ ہوئی۔ تو اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔

(۱) اُس زمانے والوں کو ان میں سے کسی کام کی حاجت نہ تھی کثرت اجتہاد اور مجتہدین کے سبب علوم کی تدوین کی حاجت نہ تھی۔ مستند ائمہ دین کی طرف رجوع کی سہولت کی وجہ سے کتب کی تصنیف سے بے نیاز تھے۔ اور دشمنان اسلام و مخالفین دین کے کم ہونے کے سبب دلائل کو جمع و مرتب کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

(۲) اس زمانے میں منارہ بنانے اور مدارس کی تعمیر پھر انہیں چلانے والوں کے وظائف میں خرچ کرنے کے لئے مال نہ ہونے کے سبب ان کاموں کے کرنے پر قدرت نہ تھی۔

(۳) دن رات ان سے زیادہ اہم کاموں میں مشغولیت کی وجہ سے ان کے لئے وقت ہی نہ ہوتا تھا جیسے کفار سے جہاد اور شہروں کو فتح کرنے کی مصروفیت، بندوں کے لئے اسلام و ایمان کے قواعد و قوانین کو آسان بنانے کی مشغولیت، سنت نبویہ و سیرت محمدیہ پر محافظت اور اسے ضائع ہونے سے بچانے کے لئے ہر حال میں اس پر قائم رہنے کی کوشش۔ ان کے علاوہ بھی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں جو ان کاموں سے اوائل اسلام میں مانع تھیں مثلاً اُس زمانے میں ایسی باتوں کا ظہور ہی نہ ہوا تھا جو ان کاموں کا تقاضا کرتیں یا اس زمانے میں وہ چیز موجود تھی جس نے دیگر سے مستغنٰی کر دیا۔ یا پھر ان نفوس قدسیہ نے ان کاموں کی طرف توجہ نہ فرمائی وغیرہ۔[42]

3.16 بدعت حسنہ کا حکم

علامہ نابلسی بدعت سے متعلق فرماتے ہیں کہ اچھا یا برا طریقہ جاری کرنے والے کے لئے بعد میں عمل کرنے والوں کی مثل ثواب یا گناہ اس وقت ملے گا جب اس نے وہ طریقہ جاری کرتے وقت دوسروں کے پیروی کرنے کی نیت کی ہو۔ اور اگر اس نے یہ نیت نہیں کی تھی تو پھر اسے صرف اپنے اچھے یا برے طریقے پر عمل کا اجر یا گناہ ملے گا۔ اس لئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے "اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔[43]

3.17 بدعت سیئہ سے بچنے کا حکم

آپ لکھتے ہیں کہ بدعت سیئہ کو اختیار کرنا سنت کو ترک کرنے سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ جبکہ اس ترک کرنے کو ناپسند جانے اور اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ سنت کو ترک کرنا بدعت نہیں جبکہ ترک کرنے کو اطاعت نہ سمجھے۔ اور اگر اطاعت سمجھ کر سنت کو ترک کیا تو یہ بھی دین میں بدعت سیئہ شمار ہو گا۔ اور ترک کرنا بدعت فعلی کے برابر ہو جائے گا۔ ارتکاب بدعت ترک سنت سے اس لئے زیادہ نقصان دہ ہے کہ اس کا نقصان غیر کے عمل اور اعتقاد دونوں کو پہنچتا ہے جو کسی بھی طرح شرعی نہیں۔ خصوصاً اس کے حق میں جس کا ظاہر نیکی کرنا ہو بخلاف ترک سنت کے کہ اس کا اثر اگرچہ غیر کے عمل کو پہنچتا ہے لیکن اعتقاد کو نہیں پہنچتا۔ آپ لکھتے ہیں عقیدہ میں بدعت سب سے زیادہ قبیح یعنی بری ہے عبادت میں بدعت درمیانے درجے کی قبیح ہے ۔عادت میں بدعت کم درجے کی قبیح ہے۔[44]

4 خلاصہ کلام

علمائے کرام نے بدعت کو عام گناہوں سے زیادہ خطرناک قرار دیا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ اپنے اعمال کا جائزہ لے کر بدعت سے بچا جائے۔ اس سلسلہ میں علامہ نابلسی کی کتاب انتہائی مفید ہے جس کے مطالعہ سے بدعت کی پہچان اور اس کی تباہ کاریوں سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ علامہ نابلسی کے نزدیک بدعت ایک ایسا عمل ہے جو دین میں نئی چیز کا اضافہ کرتا ہے۔ جو رسول ﷺ اور صحابہ کے زمانے میں نہیں تھی۔ وہ بدعت کو دو قسموں میں تقسیم کرتے ہیں بدعت حسنہ اور بدعت سئیہ۔ علامہ نابلسی کے نزدیک بدعت سئیہ کو مناسب نہیں سمجھا جاتا کیونکہ یہ دین کو بدلنے اور صحیح طریقے سے ہٹانے کا باعث بن سکتی ہے۔ وہ اسلامی تعلیمات کی صحیح سمجھ اور پیروی کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔ الحدیقۃ الندیہ میں بدعت کے مختلف پہلوؤں پر تفصیلاً بحث کرتے ہیں۔

حوالہ جات

[1] المائدہ:۳

– Al-Mā'idah: 3

[2] ولی الدین، محمد بن عبد اللہ الخطیب، مشکوٰۃ المصابیح، لاہور: فریدیہ بک سٹال اردو بازاس، ن، ج ا، ص ۶۴، رقم الحدیث ۱۸۶

Wali al-Dīn, Muḥammad ibn ʿAbdullāh al-Khaṭīb. Mishkāt al-Maṣābīḥ, Lahore: Farīdiyyah Book Stall, Urdu Bazar, n.d., vol. 1, p. 64, ḥadīth no. 186

[3] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج ۲، ص ۲۱۱، حدیث: ۲۶۹۷

al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl. al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, vol. 2, p. 211, ḥadīth no. 2697

4 علامہ، عبدالروف مناوی، فیض القدیر شرح جامع الصغیر، بیروت: مکتبہ المعارف، ۱۳۹۱ھ، ج۶، ص۴۷، تحت الحدیث ۸۳۳۳

al-Munāwī, ʿAbd al-Ra'ūf. Fayḍ al-Qadīr Sharḥ al-Jāmiʿ al-Ṣaghīr, Beirut: Maktabat al-Maʿārif, 1391 AH, vol. 6, p. 47, under ḥadīth no. 8333

5 الفیروز آبادی، مجد الدین، القاموس المحیط، بیروت: الرسالہ، ۲۰۰۵، ج۱، ص۱۲۴

al-Fayrūzābādī, Majd al-Dīn. al-Qāmūs al-Muḥīṭ, Beirut: al-Risālah, 2005, vol. 1, p. 124

6 ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد، فتح الباری شرح صحیح بخاری، الریاض: دارالسلام ۸۵۲ھ، ج۴، رقم الحدیث ۲۵۳

Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Aḥmad ibn ʿAlī ibn Muḥammad. Fatḥ al-Bārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Riyadh: Dār al-Salām, 852 AH, vol. 4, ḥadīth no. 253

7 سعید بن ناصر غامدی، حقیقۃ البدعۃ واحکامھا، الریاض: مکتبۃ الرشد جلد ۲، ص۲۴۱

Ghāmidī, Saʿīd ibn Nāṣir. Ḥaqīqat al-Bidʿah wa Aḥkāmuha, Riyadh: Maktabat al-Rushd, vol. 2, p. 241

8 الشاطبی، ابرھیم بن موسیٰ، الاعتصام، السعودیہ: مکتبہ دار ابن عفان السعودیہ، جلد ۱، ص۴۷

al-Shāṭibī, Ibrāhīm ibn Mūsā. al-Iʿtiṣām, Saudi Arabia: Dār Ibn ʿAffān, vol. 1, p. 47

9 ایضاً: ج۱، ص۴۷

Ibid., vol. 1, p. 47

10 ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری شرح صحیح بخاری، ریاض: دارالسلام، ۸۵۲ھ، ج۱۳، ص۲۵۳

Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Aḥmad ibn ʿAlī. Fatḥ al-Bārī, vol. 13, p. 253

11 نابلسی، عبدالغنی بن اسماعیل، الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ، جلد ۱، ص۱۷۳

al-Nābulusī, ʿAbd al-Ghanī ibn Ismāʿīl. al-Ḥadīqah al-Nadiyyah Sharḥ al-Ṭarīqah al-Muḥammadiyyah, vol. 1, p. 173

12 ایضاً: جلد ۱ ص۲۰۸

Ibid., vol. 1, p. 208

13 عینی، علامہ، بدرالدین، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، بیروت: دار لکتب العلمیہ، ۱۴۲۱ھ، ج۸، ص۲۴۵، تحت الحدیث ۲۰۱۰

al-ʿAynī, Badr al-Dīn. ʿUmdat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1421 AH, vol. 8, p. 245, under ḥadīth no. 2010

14 ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، فتح الباری شرح صحیح بخاری، ریاض: دارالسلام ۸۵۲ھ، ج۱۴، ص۲۱۶، تحت الحدیث ۷۲۷۷

Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Aḥmad ibn ʿAlī ibn Muḥammad. Fatḥ al-Bārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Riyadh: Dār al-Salām, 852 AH, vol. 4, ḥadīth no. 7277

15 الذریت: ۵۶

Al Zariyat, 56

16 نابلسی، عبدالغنی بن اسماعیل، الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ، جلد ۱، ص۱۷۳

al-Nābulusī, ʿAbd al-Ghanī ibn Ismāʿīl. al-Ḥadīqah al-Nadiyyah Sharḥ al-Ṭarīqah al-Muḥammadiyyah, vol. 1, p.173

17 ایضاً: ج۱، ص۱۷۵

Ibid., vol. 1, p. 175

18 المریم:۵۹

Maryam, 59

19 عزّالدین، عبدالعزیزبن عبدالسلام، تفسیر القرآن، السعودیہ: المکہ العربیہ السعودیہ، س ن، ج۳، ص۲۸۲

ʿAbd al-ʿAzīz ibn ʿAbd al-Salām. Tafsīr al-Qurʾān, Saudi Arabia: Makkah al-ʿArabiyyah al-Suʿūdiyyah, n.d., vol. 3, p. 282

20 خازن، علامہ، علاؤالدین بن محمد، الباب التاویل في معاني التنزیل، لاہور: فرید بک سٹال اردو بازار، س ن، ج۴، ص۲۲۶

al-Khāzin, ʿAlāʾ al-Dīn ibn Muḥammad. al-Bāb al-Taʾwīl fī Maʿānī al-Tanzīl, Lahore: Farīd Book Stall, vol. 4, p. 226

21 النور:۳۷

Al Noor, 37

22 الجمعہ:۹

AL Juma, 9

23 المؤمنون:۱،۲

Al Mominoon, 1,2

24 النساء:۴۳

Al Nisa, 43

25 النساء:۱۴۲

Al Nisa, 142

26 نابلسی، عبدالغنی بن اسماعیل، الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ، جلد۱، ص۱۷۷

al-Nābulusī, ʿAbd al-Ghanī ibn Ismāʿīl. al-Ḥadīqah al-Nadiyyah Sharḥ al-Ṭarīqah al-Muḥammadiyyah, vol. 1, p.177

27 ایضاً: ج۱، ص۱۷۸

Ibid., vol. 1, p. 178

28 ایضاً: جلد۱، ص۱۷۸

Ibid., vol. 1, p. 178

29 مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح المسلم، بیروت: داراحیاالتراث العربی، ۱۳۷۴ھ، کتاب الاقضیہ، باب نقض احکام الباطلہ، ص۹۸۲، رقم الحدیث ۴۴۹۲

al-Muslim ibn Ḥajjāj al-Qushayrī. al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1374 AH, Kitāb al-Aqḍiyah, Bāb Naqḍ al-Aḥkām al-Bāṭilah, p. 982, ḥadīth no. 4492

30 نابلسی، عبدالغنی بن اسماعیل، الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ، جلد۱، ص۱۷۴

al-Nābulusī, ʿAbd al-Ghanī ibn Ismāʿīl. al-Ḥadīqah al-Nadiyyah Sharḥ al-Ṭarīqah al-Muḥammadiyyah, vol. 1, p.174

31 نابلسی، عبدالغنی بن اسماعیل، الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ، جلد۱، ص۱۸۸

al-Nābulusī, ʿAbd al-Ghanī ibn Ismāʿīl. al-Ḥadīqah al-Nadiyyah Sharḥ al-Ṭarīqah al-Muḥammadiyyah, vol. 1, p.188

[32] ایضا:ج۲ص۴۰۸

Ibid., vol. 2, p. 408

[33] امام،احمد رضاخان، فتویٰ رضویہ ج۹، باب الجنائز، ص ۱۴۰تا۱۴۰

Aḥmad Riḍā Khān. Fatāwā Riḍawiyyah, vol. 9, Bāb al-Janāʾiz, pp. 140–141

[34] نابلسی، عبد الغنی بن اسماعیل، الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ، جلد ۲، ص۱۸۸

al-Nābulusī, ʿAbd al-Ghanī ibn Ismāʿīl. al-Ḥadīqah al-Nadiyyah Sharḥ al-Ṭarīqah al-Muḥammadiyyah, vol. 1, p.188

[35] برکلی، محمد بن بیر برکوی، مقدمہ، الطریقۃ المحمدیہ والسریۃ الاحمدیہ، ص ۱۲

Birkalī, Muḥammad ibn Bīr Birkawī. Muqaddimah al-Ṭarīqah al-Muḥammadiyyah wa al-Sirriyyah al-Aḥmadiyyah, p. 12

[36] نابلسی، عبد الغنی بن اسماعیل، الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ، جلد ا، ص۱۹۶

al-Nābulusī, ʿAbd al-Ghanī ibn Ismāʿīl. al-Ḥadīqah al-Nadiyyah Sharḥ al-Ṭarīqah al-Muḥammadiyyah, vol. 1, p.196

[37] نابلسی، عبد الغنی بن اسماعیل، الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ، جلد ا، ص۱۹۷

al-Nābulusī, ʿAbd al-Ghanī ibn Ismāʿīl. al-Ḥadīqah al-Nadiyyah Sharḥ al-Ṭarīqah al-Muḥammadiyyah, vol. 1, p.197

[38] ایضاً:ج ا، ص۱۹۷

Ibid., vol. 1, p. 197

[39] ایضاً:ج ا، ص۱۹۷

Ibid., vol. 1, p. 197

[40] البقرۃ:۲۳۸

Al Baqarah, 238

[41] النساء:۱۷

Al Nisa, 17

[42] نابلسی، عبد الغنی بن اسماعیل، الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ، جلد ا، ص۱۹۸

al-Nābulusī, ʿAbd al-Ghanī ibn Ismāʿīl. al-Ḥadīqah al-Nadiyyah Sharḥ al-Ṭarīqah al-Muḥammadiyyah, vol. 1, p.198

[43] نابلسی، عبد الغنی بن اسماعیل، الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ، جلد ا، ص۲۰۰

al-Nābulusī, ʿAbd al-Ghanī ibn Ismāʿīl. al-Ḥadīqah al-Nadiyyah Sharḥ al-Ṭarīqah al-Muḥammadiyyah, vol. 1, p.200

[44] ایضاً، جلد ا، ص۲۰۱

Ibid., vol. 1, p. 201